SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES

ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694
https://policyjournalofms.com

استدلال بالحدیث اور مکتب فقہ مالکی وشافعی

Deriving Rules From The Hadith and Malki,Shafi School of Jurisprudence

ڈاکٹرمحمد عبداللہ عمر*

استاذشعبہ تفسیروفقہ جامعہ خیرالمدارس ملتان، - qmabdullah5@gmail.com

DOI: https://doi.org/ 10.70670/sra.v3i3.1536

Abstract
The process of deriving rulings from hadiths and the role of gentleness in such derivations have been examined and verified. There is a notable diversity in the methods of derivation and inference, a variation that existed even among the Companions. Differences in interpretation stem from varying understandings of the texts and differing identifications of the causes or contexts within the hadiths. Similar variations are found among other Islamic scholars and jurists, including the four prominent imams. This article reviews the methods of derivation and inference specific to the Malki,Shafi school of jurisprudence, exploring the principles and rules employed in inferring rulings.

Keywords: Hadith, Interpretation, Malki,Shafi School of Jurisprudence, Derivation of Rulings

* مذہبی سکالر، استاذشعبہ درسِ نظامی ،جامعہ خیر المدارس ملتان

موضوع کا تعارف

قرآن کریم نے سنت نبویہ کو شریعت ِاسلامیہ کا ایک بنیادی مصدرِ قرار دیا ہے ، چنانچہ امت مسلمہ میں ابتدا ہی سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی ایک مستقل شرعی حیثت رہی ہے کہ سنت رسول ﷺکے بغیر قرآنی احکام وتعلیمات کی درست تفہیم نہیں ہوتی۔ دین اسلام میں اتباعِ سنت کی حیثیت کسی فروعی مسئلہ کی سی نہیں بلکہ بنیادی تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا ہے ۔اتباع سنت کا دائرہ ایک مسلمان کی تمام زندگی پر محیط ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہر دور میں مسائل کے حل کے لیے قران اور حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا رہا ہے، ہر دور کے اہل علم عملی زندگی میں رہنمائی کے حصول کے لئے قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ سے بھی استدلال کرتے رہے ہیں ۔ گو حدیث سے استدلال کے مناہج کے حوالے سے اہل علم ایک دوسرے سے مختلف الرائے رہے ہیں لیکن حدیث کی بنیادی اہمیت اور اس سے استنباط کے بنیادی مسئلے پر امت مسلمہ میں اجماع رہا ہے۔ زیر نظر آرٹیکل میں استدلال بالحدیث کے مالکی و شافعی منہج و اصول خاص طور پر زیر بحث لایا گیا

فقہی مسالک ومناہج کا پس منظر:

فقہی مسالک و مکاتب دراصل نصوص شریعت سے احکام کے استنباط میں اختیارکے گئے مختلف رجحانات کانام ہے۔جوحنفی ،مالکی،شافعی اور حنبلی سے مشہور ہوئے۔عہد نبوت اور عہد صحابہؓ میں فقہی مسلک کا وجود موجودہ معروف معنوں میں نہیں تھا ،لیکن ان رجحانات کی بنیاد عہدنبوت میں موجود تھی اور عہد صحابہؓ میں وہ بہت نمایاں ہو گئے تھے۔ عہد صحابہؓ کے آخر اور عہد تابعین یعنی اوّل صدی ہجری کے نصف آخر میں ان رجحانات نے مسالک کی شکل اختیار کی جو عہد تبع تابعین یعنی دوسری صدی ہجری کے اوّل سے لے کر تیسری صدی ہجری کے نصف اوّل میں مزید منضبط ہوئے اور علیحدہ اصول وضوابط کی بنیاد پر ان کی عمارت قائم ہوئی

(۱) تاریخی ترتیب سے فقہ حنفی کے بعد فقہ مالکی وجود میں آئی۔ یہ فقہ ،حدیث ورائے کا امتزاج ہے۔ امام مالک بن انسؒ(۹۳۔۱۷۹ھ)کی جانب منسوب ہوکر فقہ مالکی کہلائی احادیث اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات و آراء پر قائم ہوئی۔ ان کے جدا علی حضرت ابو عامرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔

استنباط واستدلال کے ذرائع:

محقق ابوزہرہ ؒ رقمطراز ہیں کہ امام مالکؒ تقریباً پچاس سال مسنددرس وافتاء پر رونق افروزرہے۔ ان کے نزدیک تعامل اہل مدینہ مستقل حجت رکھتا ہے۔ استدلال و استنباط مسائل میں فقہ مالکی کے ذرائع حسب ذیل ہیں:

(۱) قرآن مجید۔
(۲) احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
(۳) تعامل اہل مدینہ۔ (۴) قیاس۔
(۵) استصلاح اور مصالح مرسلہ

تعارف امام مالکؒ (م۱۷۹ھ):

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ دارالہجرۃ کے نام سے مشہور ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ میں انہی کا فتویٰ چلتا تھا۔ اور لوگ ان کی بات پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔آپؒ تبع تابعین سے ہیں۔آپؒ کے شیوخ واساتذ کی تعداد نوسوکے قریب بتلائی جاتی ہے۔ جن میں سے تین سو تابعین اور چھ سو تبع تابعین تھے۔[۱]

علامہ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) آپؒ کو امام دارالہجرہ، شیخ الأسلام، بلند پایہ حافظ حدیث اور امت مسلمہ کے نامور فقیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔[۲]

تحصیل علم:

علامہ خضری ؒ وضاحت کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے قرآن مجید کی قرأت وسند مدینہ کے امام القراء نافع بن عبدالرحمن (م۱۶۹ھ) سے حاصل کی۔جن کی قراءت پر آج تمام دنیاء اسلام کی بنیاد ہے۔امام مالکؒ کا گھرانہ خود علوم کا مرجع تھا۔ آپؒ کے پاس ظاہری طورپر سرمایہ نہ تھا۔مکان کی چھت کی کڑیوں کو فروخت کرکے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ کرتے تھے۔ اس کے بعد مالی حالات بہتر ہو گئے۔ حافظہ اعلیٰ تھا۔فرماتے تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کرلیا اس کو پھر کبھی نہیں بھولا۔[۳]

حافظ ابن کثیرؒ آپؒ کی عظمت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''امام مالک احد الائمۃ الأربعۃ اصحاب المذاہب المتبوعۃ''۔[۴]

علامہ خالد محمود لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امت میں کسی مکتب فکر کا قیام اور پھر اس کی پیروی کا جاری ہونا اور ان مکاتب فکر کا مذاہب متبوعہ کہلانا ہر گز کوئی عیب نہ سمجھا جاتا تھا۔[۵]

حافظ ابن حجرؒ آپؒ کو ''الفقیہ احد اعلام الأسلام'' اور ''امام دارالھجرۃ'' لکھتے ہیں[۶]

امام شافعیؒ(م۲۰۴ھ) لکھتے ہیں کہ امام مالک خدا کی مخلوق پر تابعین کے بعد حجت ہیں۔[۷]

امام ابوحنیفہؒ(م۱۵۰ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے زیادہ صحیح ،جلد جواب دینے والا اور اچھی پرکھ کرنے والا نہیں دیکھا۔(۸)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک احادیث میں ستارے میں کی طرح ہیں:

''اذا جاء الأثر فمالک النجم''۔[۹]

---

(۱) نووی، یحییٰ بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات(بیروت: دارالکتب العلمیہ،۲۰۰۸ء)۷۸/۱ (۲) ذہبی، تذکرہ ۱،۱۷۵۔
(۳) خضری بک،علامہ،تاریخ التشریع الأسلامی(بیروت، دارالکتب العلمیہ،1985ء، ص:۳۳۱،امام مالکؒ(۹۳۔۱۷۹ھ) نے علماء مدینہ سے تحصیل علم کی۔ چنانچہ درج ذیل مشہور اساتذہ سے علم کی تحصیل کی۔ (i) سب سے پہلے عبدالرحمن بن ہرمز(م۱۱۷ھ) کے شاگرد ہوئے اور ایک طویل مدت بلاشرکت غیرے ان سے علم حاصل کرتے ہے۔(ii) نافع مولیٰ ابن عمرؓ (م۱۱۷ھ) (iii) ابن شہاب زہریؒ(م۱۲۴ھ۷۴۲ء) (iv) فقہ میں ان کے شیخ ربیع بن عبدالرحمن المعروف ربیعہ الرائے (م۱۳۶ھ۷۵۳ء) ہیں۔ جب ان کے شیوخ نے ان کوفقہ حدیث کی اجازت دیدی، توروایت وفتویٰ کی سندپر بیٹھے،خود کہتے ہیں کہ جب تک ستر شیوخ نے یہ شہادت نہ دیدی کہ میں اس کا اہل ہوں۔اس مسند پر نہ بیٹھا۔خضری، تاریخ التشریع الأسلامی، ص:۳۳۱
(۴) ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،علما دارین، البدایہ والنہایہ(بیروت:مکتبہ المعارف،1990ء ۱۰،۱۴۳۔ (۵) خالد محمود،ڈاکٹر،آثارالتشریع(لاہور، دارالمعارف1994)،۲،۳۰۵۔ (۶) ابن حجر ، احمد بن علی بن محمد العسقلانی،تہذیب التہذیب(حیدر آباد،دائرۃ المعارف،1335ھ)، ۱۰،۵۔
(۷) ایضاً۔ (۸) الأصلاحی،ضیاء الدین، مولانا، تذکرۃ المحدثین (لاہور: دارالبلاغ، ۲۰۱۵ء)۱،۱۳۱۔ (۹) عسقلانی،تہذیب التہذیب، ۱۰،۵۔

سفیان بن عیینہؒ(م۱۹۶ھ) کہتے ہیں کہ ہم تو امام مالکؒ (م۱۷۹ھ)کے اثار کا اتباع کرتے ہیں:

''وانما کنا نتبع آثار مالک''۔[۱]

امام احمد(م۲۴۱ھ)اسحق بن ابراہیم(م۱۸۸ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ(م ۱۷۹ھ)، امام اوزاعیؒ (م۱۵۷ھ) اور امام ثوریؒ(م) کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو وہی مسئلہ حق اور سنت ہوگا۔ اگر اس میں نص نہ ہو۔ [۲]

حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) امام مالکؒ کا تعارف یوں کرایا ہے۔ کہ آپؒ کی ذات میں وہ خوبیاں پائی جاتی ہیں جو کسی دوسرے میں ہر گز جمع نہیں ہوئیں۔

(۱) درازی عمر اور علوروایت۔

(۲) روشن دماغی،فہم و فراست اور سنت علم۔

(۳) آپؒ کے حجت اور صحیح الروایۃ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

(۴) آپؒ کی دیانت ، عدالت اور اتباع سنت پر سب کا اجماع ہے۔

(۵) فقہ حدیث ،فتویٰ نویسی اور صحت قواعد میں برتری۔[۳]

امام مالک کے تلامذہ میں امام لیث بن سعد مصریؒ(م ۱۷۵ھ)، امام عبداللہ بن مبارکؒ (م۱۸۱ھ)، امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ) اور امام محمد(م۱۸۹ھ) جیسی ہستیاں اور دوسرے کئی نامور محدثین وفقہاء ہیں۔ آپؒ کا مسلک اندلس اور مغرب میں بھی پہنچا۔ افریقی ممالک بالخصوص مغربی افریقہ میں زیادہ تر انہیں کے مقلد اور پیروکار ہیں۔[۴] نے امام مالکؒ حضرت نافع(م) کی خدمت میں بارہ سال رہے، موطامیں بکثرت روایات انہیں سے ہیں۔ نیز اصح الأسا نید، مالک عن نافع ابن عمرؓ، کو قرار دیا گیا ہے۔

’’قال البخاری اصح الأسانید مالک عن نافع عن ابن عمرؓ‘‘۔[۵] پھراس کے بعد روایت ہے کہ جو مالک سے شروع ہوکر بہ ترتیب زہریؒ(م۱۲۳ھ) اور سالمؒ(م۱۰۶ھ)کے واسطے سے حضرت ابن عمرؓ(م۷۳ھ) تک پہنچتا ہے۔ پھر وہ سلسلہ ہے جو مالک سے بہ ترتیب ابوالزناد دوم اورعرج(م) کے واسطے سے حضرت ابوہریرہؓ تک پہنچتا ہو۔

قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ یہ نہ سمجھئے کہ مالکؒ اتنی ہی احادیث کےحافظ تھے جتنی موطا میں لکھی ہیں۔نہیں آپؒ خود فرماتے ہیں کہ :’’کتبت بید ی مائۃ الف حدیث‘‘‘‘۔[۶]علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں کہ ’’عن ابن الھیاب ان الأمام مالکاً رویٰ مائۃ الف حدیث‘‘۔[۷]

ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ اس جلالت علم کے باوجود امام ابوحنیفہؒ کے بے حد معتقد تھے۔ امام شافعیؒ نے امام داوردیؒ(م) سے نقل کیاہے۔

’’نظرمالک فی کتب أبی حنیفۃ وانتفاعہ بھا‘‘۔[۸]

---

(۱) ایضاً،۹،۱۰۔ (۲) ذہبی،شمس الدین،تذکرۃ الحفاظ(بیروت:دارالکتب،2009ء)، ۱،۱۹۵۔ (۳) ایضاً۔ (۴) دہلوی، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین (کراچی:میرمحمد کتب خانہ، ۲۰۰۱ء) ص:۲۶۔ (۵) عسقلانی،تہذیب التہذیب ۱۰،۶۔ (۶) السبتی، قاضی عیاض(م۵۴۴ھ) ترتیب المدارک وتقریب المسالک، لمعرفۃ اعلام مذہب مالک، (بیروت: دارالکلمۃ للنشر والتوزیع،۱۹۹۵ء)۲،۳۵۔(۷) الزرقانی،محمد بن عبدالباقی، شرح موطا للزرقانی، (القاہرہ: دارالحدیث، ۱۴۳۶،۲۰۱۵ء)۱،۷۔(۸) ابن عبدالبر،عمر یوسف بن عبداللہ بن عمر ،الانتقاءفی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقھا(مکتبہ القدسی135ھ، ص:۱۴۔

خدمت فقہ الحدیث:

علامہ خضریؒ کہتے ہیں کہ خدمت فقہ الحدیث میں آپؒ نے حدیث کی مشہور کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کے بعد ستر علماء کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو سب نے مواطات(موافقت) کی ۔اس لئے اس کا نام ’’موطا‘‘ رکھا گیا۔[۱]

حضرت شاہ ولی اللہ (م۱۱۷۶ھ) کے قول کے مطابق موطا میں ۱۷۰۰کے قریب روایات ہیں جن میں سے ۶۰۰ مسند اور ۳۰۰ مرسل ہیں۔ بقایا فتاویٰ صحابہؓ اور اقوال تابعین ہیں۔[۲]

ابوزہرہ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے موطا پڑھنے والے حضرات میں امام شافعیؒ، یحییٰ اندلسی اور امام محمدؒ شامل ہیں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ المؤطاہے۔مگر یہ بات اس وقت کی ہے جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم تالیف نہیں ہوئی تھیں۔ [۳]

راقم کی رائے ہے کہ محدث نے الفاظ حدیث کی خدمت کی تو اس کانام حافظ حدیث ہو اور مجتہد نے معانی حدیث کی خدمت کی تو اس کا نام عالم حدیث اور فقیہ ہو۔ امام مالکؒ میں ا للہ تعالیٰ نے یہ دونوں خصوصیات ودیعت فرمائی تھیں کہ احادیث کا ذخیرہ بھی جمع کیا اور فقہ کے امام بھی ٹھہرے۔

مکتب فقہ مالکی کامنہج واستدلال:

ابن خلکانؒ لکھتے ہیں کہ تاریخی ترتیب میں فقہ حنفی کے بعد فقہ مالکی وجودمیں آئی۔یہ فقہ حدیث ورائے کا بہترین امتزاج تھی۔اس کی بنیاد مدینہ منورہ میں پڑی۔مدینہ منورہ کے ساکنین پیغمبراسلام کی طویل صحبت یافتہ تھے۔ وحی آسمانی اور احکام شریعت کے پہلے مخاطب ہیں،شہر مقدس کے مکین تھے۔ صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ،حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرہم کی روایات و احادیث اور فتاویٰ سے یہاں کی فضائیں گونج رہی تھیں۔ فقہ مالکی ان ہی اصحاب رسول کی روایات و آراء پر قائم ہوئی۔[۴]

امتیازات وخصوصیات:

(۱) ابن خلدونؒ کا مؤقف یہ ہے کہ امام مالکؒ ایک طرف محدث ہیں ،صحابہ مدینہ کی روایات کے آپؒ جامع ہیں۔ (۲) دوسری طرف آپ فقہ و رائے کے علمبردار ہیں۔ (۳) موطا میں صحابہ و تابعین کی اراء کے ساتھ اپنی فقہی آرا بھی درج فرمائی ہیں۔شریعت کے (۴) مقاصد اور مصالح وحکم کو سامنے رکھ کر مسائل کا استنباط کررہے ہیں۔بلکہ آپ کے (۵)یہاں مصالح[۵] کا اس قدر اہتمام ہے کہ فقہ مالکی کی یہ خصوصیت شمار کی جانے لگتی ہے۔ آسانی و سہولت اور (٦)مصالح کی رعایت فقہ مالکی کی خصوصیات ہیں۔[٦]

(۱) خضری،تاریخ التشریع،ص:۳۳۱۔ (۲) دہلوی، شاہ ولی اللہ،مقدمہ المسوی شرح الموطا، (حیدرآباد:اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ الدھلوی، ۱۳۵۱ھ) ۱،۱۹۔

(۳) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی مترجم، ص:۳۰۹ (۴) ابن خلکان،احمد بن محمد ابراہیم،وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان(بیروت:دار صادر،۱۹٦۷ء) ٦،۱۳۷۔ (۵) مصالح مرسلہ سے مراد وہ امورہیں جن کی رعایت اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے یا نقصان سے بچانے کی غرض سے اس طرح کی گئی ہو کہ اگر انہیں عقل کے سامنے پیش کیا جائے توعقل ان کو قبول کرلے اور ان کے ذریعہ شرعی اصول و ہدایت کی نفی نہ ہوتی ہو۔ مصالح مرسلہ کا حاصل یہ ہے کہ امر ضروری یعنی دین کی حفاظت کی جائے اور دین میں لازم آنے والے حرج کو رفع کیاجائے۔خضری ،تاریخ التشریع الأسلامی ،ص ۳۱۲۔(٦) ابن خلدون،عبدالرحمٰن ، تاریخ ابن خلدون(بیروت:دارلکتب العلمیہ،۱۹۹۲ء) ۱،۴۷۸۔

مزید رقمطراز ہیں کہ امام مالکؒ نے (۷)مدینہ منورہ کے صحابہؓ کی احادیث و فتاویٰ سے بھرپور استفادہ کیا اور ان کو مشعل راہ بنایا۔ امام مالکؒ (۸)کے ہاں اہل مدینہ کا متفقہ عمل بڑی اہمیت رکھتا تھا اور اہل مدینہ(۹) کو ایک معنی میں اجماع تصور فرماتے تھے۔ اس کی اہمیت اس قدر تھی کہ عام حالات میں اگر ایک شخص کی روایت عمل اہل مدینہ کے خلاف ملتی تو اس روایت کو آپؒ قابل اعتماد نہیں تصور کرتے تھے۔[۱]

منہج مکتب فقہ مالکی:

ابوزہرہؒ منہج مکتب فقہ مالکی پر بحث کرتے ہیں کہ مکتب فقہ مالکی کے فقہی استدلال و استنباط کا منہج یہ تھا کہ اولاً آپ کتاب اللہ پر اعتماد کیاجاتا ہے۔ پھررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں جو آپؒ کے نزدیک ثابت ہوتا اسے اختیار کیا جاتا۔ روایت کے ثبوت میں اہل حجاز اور اہل مدینہ کے عمل کو زیادہ ا ہمیت دی جاتی ہے۔ خصوصاً حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے قضایا اور فتاویٰ، پھر اس کے بعد دوسرے مدنی صحابہ کے فتاویٰ، پھر مدینہ کے مشہور فقہاء سبعہ کے فتاویٰ کو اہمیت دیتے ہیں۔ جب کسی مسئلہ میں قرآن یا حدیث نہ ملتی تو قیاس سے کام لیا جاتا ہے۔[۲]

مزیدلکھتے ہیں کہ قیاس کے ذیل میں مصالح مرسلہ کا خاص اہتمام کیا جاتا ا ور ان کی بنیاد پر احکام مستنبط کیے جاتے ہیں۔[۳] یعنی جن مصالح کے بارے میں شریعت کے اندر ان کے اعتبار یا عدم اعتبار کی کوئی دلیل نہ ہوتی، ان کی بنیاد پر احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ فقہ مالکی میں سدذرائع کی بھی اہمیت ہے۔ چنانچہ صورت واقعہ کی بجائے ان سے پیدا ہونےوالے نتائج پر نظررکھتے ہوئے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور جو امور کسی حرام یا بگاڑ کا ذریعہ بنتے ہوں ان امور کو بھی مکتب فقہ مالکی میں منع کردیا جاتا ہے۔[۴] مکتب فقہ مالکی اکثر اوقات مکتب فقہ حنفی سے متفق ہوجاتی ہے۔اسماعیل بن اسحاق بن محمد (م۱۵۰ھ) کہتے ہیں کہ امام مالکؒ(م۱۷۹ھ) کئی مسائل میں امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) کا قول معتبر سمجھتے ہیں۔[۵]

مکتب فقہ حنفی اور مکتب فقہ مالکی میں مطابقت وموافقت:درج ذیل صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔

(۱) دونوں حضرات روایات حدیث کے دوراوّل سے تعلق رکھتے ہیں۔جب حدیث کو اعتماد پر قبول کیا جاتاتھا پھر اسے دور اعتماد سے یا دکیا جاتا ہے۔

(۲) دونوں فقہی مکاتب میں مرسل روایت حجت سمجھی گئی ہے اور کبارتابعین پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(۳) دونوں فقہی مکاتب میں زور اعتماد پرہے۔ اسناد پر نہیں ہے۔ بڑا عالم روایت منقطع بھی کرے تو اس میں ایک وزن ہوتا ہے۔[٦]

موطا امام مالک، کتاب الاثار الأمام محمد، المصنف العبدالرزاق اور اس دور کی دوسری کتابوں میں متصل اسایند بہت کم ملیں گی کیونکہ یہ دور اعتماد کا دور تھا۔ اتصال سند کی بجائے شخصیت دیکھی جاتی تھی کہ کون اسے بیان کررہا ہے اور اس پر اعتماد کرلیا جاتا تھا۔امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ جب اعتقادی فتنوں نے جنم لیا تو پھر اسناد اہمیت دی گئی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسناد نقل روایات کا دوسرا دور ہے۔ پہلا دور وہی تھی جو امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا دور تھا۔ دوسرا دور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے۔

(۱) ایضاً۔ (۲) ابوزہرہ،احمد مصطفی (م ۱۹۴۷ء)،امام مالک حیاتہ وعصرہ (بیروت : دارلفکر العربی وآراء ہ وفقھہ، ص:۲۵۔ (۳) ایضاً۔

(۴) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی مترجم،ص:۳۳۲۔(۵) خوارزمی ،ابومحمد موفق بن احمد مکی حنفی ،مناقب الأمام ابی حنیفہ (حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف ، ۱۳۲۱ء) ۳،۳۳۔ (٦) خالد محمود،آثارالتشریع الأسلامی مترجم، ص:۳۱۱۔

چنانچہ امام مسلمؒ لکھتے ہیں کہ:

’’لم یکونوا یسئلون عن الأسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموالنا رجالکم فینظر الی اہل السنۃ فیوخذ حدیثھم‘‘۔[1]

حجاز کامسلکی تعارف:

علامہ خضریؒ بحث کرتے ہیں کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے فقہی موقف میں چنداں اختلاف نہ تھا۔مسائل مشہورہ[2] میں امام مالکؒ کا موقف اوراستدلال استنباط میں امام ابوحنیفہؒ کےموقف اور مذہب کے قریب قریب ہے۔ امام مالکؒ (م۱۷۹ھ)اور امام محمدؒ (م۱۸۹ھ) بطور محدث ومجتہد بہت سی ایسی حدیثیں وروایات نقل کرتے ہیں جو ان کا اپنا مسلک مختار نہیں ہوتا۔امام مالکؒ کا اپنا فقہی مذہب ومسلک محض حدیث پر نہیں ،عمل اہل مدینہ اور ان کی سنت پر قائم مبنی ہوتا ہے۔غرض یہ کہ ان کے نزدیک تحقیق حدیث کا اصول یہ ہے کہ اہل مدینہ اس پر عمل کریں اور ان کو اس پر اتفاق ہو۔ امام مالکؒ نے اہل مدینہ کا عمل اور فقہاء مدینہ کے اتفاق کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ جس نے ان کے اعتبار کے ساتھ اعتماد حدیث کے وسائل میں ایک اور وسیلے کا اضافہ کردیا ۔جبکہ امام شافعیؒ نے اس اصل اور اس کی تطبیق پر دونوں پر نہایت تفصیل کے ساتھ تنقید کی ہے۔[3] آپؒ کے شاگرد ابن القاسمؒ مکتب فقہ مالکی کے مذہب و مسلک کو تفصیلاً نقل کرتے ہیں۔ اور فقہ مالکی میں امام مالکؒ سے انہی کی روایت زیادہ معتبر ٹھہرائی گئی ہیں۔[4]

ابن خلکانؒ کے بقول امام مالکؒ نے مدینہ میں بھی قیام کیا ہے اور وہاں سے کسی دوسرے شہر میں نہیں گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بیشتر حدیثیں۔ اہل حجاز کی روایت کردہ ہیں اور ان کی موطا میں حجازیوں کے سوا اور لوگوں کا ذ کر کم آتا ہے۔[5]

لوگ تحصیل علم کے لیے آپؒ کے پاس حدیث اور مسائل سیکھنے کے لئے آتے تھے۔ زیادہ تر ان کے پاس مصری اور مغربی یعنی اہل افریقہ اور اہل اندلس سفرکرکے آئے اور انہی لوگوں نے تمام شمالی افریقہ اور اندلس میں ان کے مذہب کی اشاعت کی، بصرہ، بغداد اور خراسان میں ان کا مذہب پھیلا۔

مصری تلامذہ:

مصریوں میں جو لوگ ان کے پاس سفر کرکے آئے یہی لوگ آپؒ کے مذہب کا ستون ہیں۔ ان کے نام تاریخ التشریع میں درج ذیل ترتیب پر ہیں:

(۱) ابومحمدعبداللہ بن وہب بن مسلم قرشی(م ۱۲۵۔۱۹۷ھ)
(۲) ابوعبداللہ عبدالرحمن بن القاسم العتقی(م) ۱۹۱ھ)

---

(۱) قشیری،مسلم بن الحجاج ، الجامع الصحیح المسلم (کراچی: مکتبہ البشریٰ ،۲۰۰۵ء) ، ۱،۱۰۔ (۲) یعنی فاتحہ خلف الأمام،مسئلہ آمین، رفع الیدین عند الرکوع اور مسئلہ طلق ثلثہ وغیرہ۔(۳) خضری،ملاحظہ ہو تاریخ التشریع الأسلامی ، ص:۲۶۸۔ (۴) خالد محمود،آثار التشریع ص: ۲،۳۱۹۔
(۵) ابن خلکان،وفیات الأعیان،۶،۱۳۵۔

(۳) اشہب بن عبدالعزیز القیسی العامری الجعدی(م۱۳۰۔۲۰۳ھ)
(۴) ابومحمدعبداللہ بن عبدالحکیم بن اعین بن لیث(۱۵۵۔۲۱۴ھ)
(۵) اصبغ ابن الفرج الأمویؒ۔
(۶) محمدبن عبداللہ بن عبدالحکم(م۲۶۵ھ)
(۷) محمد بن ابراہیم بن زیاد الأسکندری المعروف بأبن المواز (م۱۸۰۔۲۶۹ھ) [1]

افریقی واندلس تلامذہ:

اہل افریقہ اور اہل اندلس میں امام مالک کے تلامذہ درج ذیل ہیں:

(۱) ابوعبداللہ زیاد بن عبدالرحمن القرطبی الملقب بشبطون(م۱۹۳)
(۲) عیسیٰ بن دینار اندلس(۱۲۱۲ھ)
(۳) یحییٰ بن یحییٰ کثیر اللیثی (م۲۳۴ھ)
(۴) عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمیؒ(م۲۳۸ھ)
(۵) ابوالحسن بن زیاد(م۱۸۳ھ)
(۶) اسد بن فرات(۲۱۳ھ)
(۷) عبدالسلام بن سعید التنوخی الملقب بسحنون(۲۴۰ھ)[2]

درج بالا اکابرمحدثین میں سے ہیں۔ جنہوں نے مغربی ممالک میں امام مالک کے مذہب کی اشاعت کی ،لیکن مشرقی ممالک میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس نے امام مالکؒ کو دیکھا ہو اور ان سے حدیث وفقہ پڑھی ہو۔البتہ ایسے لوگ مشرق میں بھی پیدا ہوئے، جنہوں نے نہ امام مالکؒ کو دیکھا تھا نہ ان سے سنا تھالیکن امام مالکؒ کے تلامذہ میں ان کا شمار ہوتا ہے اور فقہ مالکی کی تشہیر میں ان کا نمایاں حصہ رہا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) احمد بن معدل بن عیلدن الفقیہ المتکلم(۲۶۹ھ)
(۲) قاضی ابواسحٰق اسماعیل بن اسحاق(۲۰۰۔۲۸۳ھ)[3]

اہل مدینہ میں امام مالک کے سب سے بڑے شاگر ابومردان عبدالملک بن عبدالعزیز الماحبشون (م۲۱۲ھ) ہیں۔[4]

مکتب فقہ مالکی کی ابتدائی اور بنیادی کتب:

مکتب فقہ مالکی کی بنیادی اور ابتدائی کتب درج ذیل ہیں:

(۱) موطاامام مالک۔اس میں احادیث و آثارکے ساتھ ساتھ فقہی آراء بھی ہیں۔مسند روایات، مرسل روایات فتاویٰ صحابہؓ اور اقوال تابعین اس میں موجود ہیں۔ اس طرح کل روایات سترہ سو کے قریب موطا میں موجود ہیں۔

---

(۱) خضری،تاریخ التشریع ، ص:۳۳۹۔ (۲) ایضاً۔ ص،۳۴۲۔ (۳) ایضاً۔ (۴) ایضاً، ص،۳۴۵۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' موطا ہے۔مگر یہ بات اس وقت تھی جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم تالیف نہیں ہوئی تھیں۔[۱]

علامہ خالد محمودؒ لکھتے ہیں کہ ان مذکورہ کتب کو اصح الکتب کہنے کا مطلب یہ ہرگزنہیں ہے کہ ان میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔اس معاملے میں کوئی کتاب قرآن کی ثانی نہیں ہے۔ امام دارقطنیؒ(م۳۸۵ھ) نے صحیح بخاری کی کئی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور اس پر ایک کتاب تعقبات علی البخاری کے نام سے لکھی ہے۔[۲]

محدث عبدالرزاقؒ(م۲۱۱ھ،۸۲۷ء) کہتے ہیں کہ موطا امام مالک میں بھی اس طرح فروگزارشتیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام مالکؒ (م۱۷۹ھ) نے محمد بن یوسف عن السائب بن یزید کی روایت میں جو ''احدی عشرہ'' کے الفاظ روایت کیے وہ عبدالرزاق عن داؤد بن قیس عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید کی روایت میں ''احدی وعشرین'' ہیں۔ [۳]

(۲) دوسری اوّلین کتاب ''المدونۃ الکبریٰ''ہے۔ امام مالک کی تالیف ہے۔آپ کے تلمیذ امام سحنون (م۲۴۰ھ) کی روایت کردہ ہے۔موطا امام مالکؒ کے بعد مکتب فقہ مالکی کی بنیادی کتاب تصور کی جاتی ہے۔ باقی دواوین پر مقدم ہے۔ اسی وجہ سے ام المالکین، اصل المالکین، کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جتنی کتب فقہ مالکی میں لکھی گئی ہیں وہ سب کی سب ''مدونہ'' کی محتاج ہیں اور اسی پر فقہ مالکی میں فتاویٰ، احکام اور قضاء میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ دراصل ابن قاسمؒ کے مسموعات ہیں جو انہوں نے اپنے استاذ وشیخ امام مالک سے سماعت کیں۔پھر ان کو امام سحنونؒ(م۲۴۰ھ) نے مہذب اور تبویب وتدوین کے عنوانات کے ساتھ اور کبار فقہاء مالکیہ کے اجتہادات کابھی اضافہ کیا ہے۔[۴]

(۳) تیسری بنیادی کتاب عبدالملک بن حبیب(م۲۳۸ھ) کی مرتبہ ''الواضحہ'' ہے۔ یہ کتاب فقہ مالکی کے مسائل پر مشتمل ہے۔

(۴) چوتھی بنیادی فقہ مالکی کی کتاب محمد بن ابی بکرؒ (م۲۱۲ھ)کی تالیف''عتیبہ'' ہے۔ فقہ مالکی کا منہج بخوبی اس میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) پانچویں بنیادی کتاب''موازیہ'' ہے۔یہ محمد بن موازی مصری(م۱۸۰۔۲۶۹ھ) کی تصنیف ہے۔ [۵]

مکتب فقہ حنفی اور مکتب فقہ مالکی کے مابین اصول استنباط میں اختلاف:

(۱) مولانا محمدحنیف گنگوہیؒ رقمطراز ہیں کہ مکتب فقہ حنفی میں حدیث وروایت خبرواحد قیاس پرمقدم ہے جبکہ مکتب فقہ مالکی میں قیاس خبرواحد پر مقدم ہوگا۔[۶]

---

(۱) خالدمحمود،آثار التشریع،۲،۳۰۹۔ (۲) ایضاً۔ (۳) الصغانی، عبدالرزاق، بن ہمام،امام ،(م۲۱ھ)،المصنف ،(دمشق:دارالفاصیل،۱۴۳۶ھ) ۳،۲۶۰۔یہ جامع الکبیر اور جامع عبدالرزاق کےنام سے بھی معروف ہے۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ روایت حدیث میں اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی تصانیف میں سے ایک ہے۔ فقہی ترتیب پر تصنیف ہے۔ اکتیس کتاب مرکزی عنوان بنائے۔190202احادیث پر مشتمل ہے۔ کتاب الطہارۃ سے آغاز کیا اور کتاب اہل الکتابین پر اختتام کیا۔ انتہائی اہمیت کی وجہ سے امام ذہبیؒ(۷۴۸ھ) نے اس کتاب کو ''خزانۃ العلم''سے تعبیر کیا۔ اس میں احادیث مرفوعہ، مقطوعہ اور مرفوعہ شامل ہیں۔ جوصحیح، حسن اور ضعیف احادیث پر مشتمل ہیں۔ ملاحظہ ہو،ذہبی، شمس الدین، ابوعبداللہ (م۷۴۸ھ) سیرأعلام النبلاء(بیروت:مؤسنۃ الرسالہ، طبع جدید ۲۰۰۹ء) ۵،۷۵۔ (۴) سحنون،عبدالسلام بن سعید،مقدمۃالمدونۃ الکبریٰ، (وزارۃ اوقاف السعودیہ: مطبع السعادہ،طبع اولیٰ، ۱۳۲۴ھ)۱/۱۲ (۵) خضری ،تاریخ التشریع،ص:۱۔۶۵۔ (۶) لیکن یہ اس وقت ہوگا جب قیاس ا ہل مدینہ کے تعامل کے موافق ہو،کیونکہ امام مالک،(م۱۷۹ھ) کے ہاں عمل اہل مدینہ کے مطابق تحکیم اصل ہے۔

(۲) مکتب فقہ حنفی کے نزدیک کسی شئی کا عزم بمنزلۂ عمل کے نہیں ہے جبکہ مکتب فقہ مالکی میں عزم بمنزلۂ عمل کے ہے۔ مثلاً طلاق کے عزم سے طلاق واقع نہیں ہوگی فقہ حنی میں جبکہ فقہ مالکی میں عزم طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی۔[۱]

(۲) تعارف مکتب فقہ شافعیؒ:

ابن خلکانؒ لکھتے ہیں کہ فقہ شافعی ،امام شافعی کی جانب سے منسوب ہے۔ امام شافعیؒ ایک جانب امام مالک کے شاگرد ہیں اور فقہ مالکی اور حجازی مکتب فکر ان سے حاصل کیا ۔ دوسری طرف وہ امام محمد بن حسن شیبانی (م۱۸۹ھ) کے بھی تلمیذ رہے اور ان سے فقہ حنفی اور عراقی منہج فقہ سیکھا۔[۲]

ان دونوں امتزاج کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس عہد کے دیگر اجتہادی رحجانات و مذاہب کے ائمہ سے بھی بلاواسطہ کسب فیض کیا۔ چنانچہ شام میں امام اوزاعی(م۱۵۷ھ) کی فقہ جاری تھی،ان کے شاگرد عمر بن ابی سلمہ (م)

سے استفادہ کیا۔[۳] جبکہ مصر میں لیث بن سعد(م۱۷۵ھ)کا مذہب رائج تھا،ان کے تلمیذ یحییٰ بن حسانؒ سے آپؒ نے استفادہ کیا۔[۴]

علامہ خضری ؒ کہتے ہیں کہ اس طرح مکتب فقہ شافعی میں تمام رائج فقہی مذاہب و رحجانات کے مناہج سمٹ کر آگئے۔

مکتب فقہ شافعی کا آغاز مکہ مکرمہ سے ہوا، پھر یہ مسلک مدینہ اور عراق و بغداد سے ہوتاہوا مصر آیا اور یہیں اس مکتب کو عروج وزوال پہنچا۔[۵]

جس طرح فقہ حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کی آراء کا گہرا اثر ہے اور فقہ مالکی میں حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی آراء وفتاویٰ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح فقہ شافعی پر زیادہ اثرات حضرت عبداللہ بن عباسؓ(م۶۸ھ) کی آراء کا ہے۔[۶]

تعارف امام شافعیؒ:

امام محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان شافعی الشافعیؒ(۱۵۰-۲۰۴ھ)نسباً قریشی ہیں۔ جو بنو عبدالمطلب میں عبدمناف سے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوتھی اور امام شافعیؒ کی نویں پشت میں تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللهم اهدقريشافأن عالمها يملاء طباق الأرض علماً''۔[۷]

خطیب بغدادی (م۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ ابونعیم عبدالملک بن محمد اسفرائنی (م۴۳۰ھ۱۵۳۸ء) اس بشارت کا مصداق امام شافعیؒ کو قرار دیا ہے۔[۸]

امام احمد(م۲۴۱ھ) آپؒ کو دوسری صدی ہجری کامجدد قرار دیتے ہیں۔[۹] نیز کہتے ہیں کہ اگر امام شافعیؒ نہ ہوتے تو میں حدیث کے ناسخ و منسوخ کو ہر گز نہ پہنچتا۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے سے مجھے سب کچھ ملا۔

---

(۱) گنگوہی،مولانا محمد حنیف، مقدمہ غایتہ السعایہ فی حل مافی الھدایہ(دیو بند: مکتبہ دانش س ن)، ص:۶۸۔ (۲) ابن خلکان،وفیات الأعیان، ۱۶۸،۶۔ (۳) ایضاً (۴) ایضاً۔(۵) خضری،تاریخ التشریع،ص:۳۴۹۔ (۶) ایضاً۔ (۷) عسقلانی،تہذیب التہذیب،۲۶،۹۔

(۸) ابن کثیر،البدایۃ والنھایۃ، ۲۵۳،۱۰۔ (۹) عسقلانی،تہذیب ، ۱،۲۷۔

امام احمدؒ کا یہ بھی قول ہے کہ اگر فقہ سمجھنا چاہتے ہوتوامام شافعیؒ کی سواری کی دم پکڑ لو۔[۱]

توثیق امام شافعیؒ:

آپ ثقہ ہیں۔امام احمدؒ نے آپ کی توثیق درج ذیل انداز میں کی ہے:

''أحد العلماء ثقة ماموناً''۔[۲]

علامہ ذہبیؒ (م۷۴۱ھ) آپ کو علم کا پہاڑ اور حبرالأمۃ کہتے ہیں۔[۳]

علامہ حمیدیؒ(م۲۱۹ھ)نے آپؒ کو سید الفقہاء الامام الشافعیؒ '' لکھا ہے۔[۴]

ابوحاتمؒ(م۲۷۷ھ) آپؒ کو سراپا فقیہ اور صدوق کہتے ہیں:

''الشافعی فقیہ البدن وصدوق''۔[۵]

ان کے علاوہ یحییٰ بن سعید قطان(م۱۹۸ھ)، امام قتیبہؒ(م۲۴۰ھ)، ابوثور(م۲۴۰ھ)، ابوداؤد(م۲۷۵ھ) ، ابوزعہؒ(م۲۶۴ھ)، ابوعبید(م۲۲۴ھ)، یحییٰ بن اکثمؒ(م۲۴۲ھ)، امام بن علی المدینیؒ (م۲۳۲ھ)، یحییٰ بن معین (م۲۳۳ھ)اور نواب صدیق حسن خان (م۱۳۰۷ھ) نے امام شافعیؒ کے بارے میں محدث،امام، فقیہ، عاقل، متقی،ذی معرفت، صاحب سنت واثر، اپنے عہد کے افضل اور حجتہ الائمہ اور مقدم الائمہ جیسے القابات سے نوازا ہے۔[۶]

امام شافعیؒ کے حدیث اور اصحاب الحدیث پر احسانات:

زعفرانیؒ لکھتے ہیں کہ اصحاب الحدیث محو خواب تھے۔امام شافعیؒ نے انہیں جگایا(یعنی معانی اور فقہ کی طرف متوجہ کیا)

''كان أصحاب الحديث رقوداً حتى ايقظهم الشافعي''۔[۷]

ربیع بن سلیمان (م۲۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ اصحاب الحدیث حدیث کی تفسیر اور شرح سے بے توجہ تھے۔ امام شافعیؒ نے حدیث کے معنی سمجھائے۔

''کان اصحاب الحدیث لایعرفون تفسیر الحدیث حتی جاء الشافعی''۔[۸]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اصحاب الحدیث کا زیادہ شغف الفاظ حدیث ،نقل روایت رہاہے۔ امام شافعیؒ نے انہیں اس طرف متوجہ کیا کہ کچھ حدیث کو سمجھنا بھی سیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقہاء کو اصحاب الحدیث پر ہمیشہ فوقیت دی ہے۔ اصحاب الحدیث کوحامل فقہ فرمایا فقیہہ نہیں کہا۔ اصحاب الحدیث کو مامور فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے سنو اسے آگے پہنچاؤہوسکتا ہے کہ میری بات کسی فقیہ کے پاس پہنچ جائے اور وہ مقصد حدیث پالے اور میری مراد کو پہنچ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ ہمیشہ ازبر ہونے چاہیے جنہیں امام شافعیؒ نے روایت کیا ہے:

''رب حامل فقيه وغير فقه ورب حامل فقه الى من هوافقه منه''۔[۹]

---

(۱) ایضاً،ص۲۸۔ (۲) ایضاً،۹/۳۱۔ (۳) ذہبی،تذکرہ، ۱/۲۷۷۔ (۴) عسقلانی،تہذیب،۹/۲۸۱۔ (۵) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۱۰/۲۵۳۔
(٦)عسقلانی،تہذیب، ۹/۲۸،ذہبی،تذکرہ، ۱/۲۷۸،ابن کثیر،البدایۃ، ۱۰،۲۵۳،ابن عبدالبرؒ، الأنتقاء ،ص:۳۰،قنوجی،تقصار،ص:۹۳۔
(۷) عسقلانی، ابن حجر(م۸۵ھ) توالی التاسیس،(بیروت،دارالکتب،العلمیہ، ۲۰۰٦ء)ص:۵۹۴ (۸) عسقلانی،توالی التاسیس،ص:۵۹۔
(۹) الخطیب التبریزی،(م۵۰۲ھ)محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۱۵ء) ۱/۳۵۔

ترجمہ:کئی علم کے اٹھانے والے تو ہیں لیکن علم رکھنے والے نہیں اور کئی علم تو رکھتے ہیں لیکن ان تک بات پہنچا دیتے ہیں جو ان سے بھی آگے ہوں۔

امام شافعیؒ کاعلمی تعارف:

ابن خلکانؒ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے حدیث کے شیوخ امام مسلم بن خالد الذنجی، امام مالک،ابراہیم بن سعد،(سعید بن سالم، الداوردی، عبدالوہاب ثقفی، ابن علیہ، سفیان بن عیینہ(م) تلمیذ امام ابو حنیفہ،ابوحمزہ، حاتم بن اسماعیل، محمد بن خالد الخیری اور امام محمد بن حسن اور دیگرشامل ہیں۔[۱]

علامہ خضریؒ لکھتے ہیں کہ آپؒ کی پیدائش عسقلان کے صوبے یعنی موجودہ فلسطین کے شہر غزہ میں ہوئی۔یہ آپ کا آبائی وطن نہ تھا بلکہ آپؒ کے والد صاحب کسی ضرورت کے لئے آئے تھے اور یہیں ان کا انتقال ہوا۔ دوسال کی عمرمیں مکہ میں آپؒ کی والدہ لے کر آئیں۔ یتیمی میں پرورش پائی۔قبیلہ ہذیل میں رہ کر زبان کی فصاحت سیکھی۔ حفظ کی تکمیل کے بعد حرم کے شیخ و مفتی مسلم بن خالد الزنجی(م) سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔[۳] پھر اپنے استاد کا سفارشی خط لے کر مدینہ امام مالکؒ(م۱۷۹ھ)کے پاس تشریف لائے۔ موطا امام مالکؒ آنے سے پہلے ہی زبانی یاد کرلیا تھا۔ امام مالکؒ سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ امام مالکؒ بھی آپؒ سے بہت متاثر ہوئے۔[۳]

امام شافعیؒ کی مالی حالت اچھی نہ تھی،اس لئے کسی ذریعہ معاش کی تلاش تھی۔ چنانچہ مصعب بن عبداللہ القرشی قاضی یمن کی مدد سے نجران میں گورنری مل گئی اور بڑی دیانت وامانت سے فرائض انجام دے، کافی عرصہ اس عہدے پر متمکن رہے، یہ زمانہ ہارون رشید کا تھا، اس کے بعد بغداد آئے۔[۴]

محقق ابوزہرہ ؒ کے بقول امام شافعیؒ عراق میں امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی خدمت میں آئے اور عراقی وحنفی فقہ سیکھی۔ امام محمدؒ سے مناظرے بھی کئے اور فقہ حنفی کی کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ اس کے بعد عراق سے حجاز واپس آگئے نو سال تک یہیں رہے۔ اس موقعہ پر آپؒ نے خوب استفادہ جاری رکھا۔ حج کے موقع پر عالم اسلام کے کونے کونے سے اہل علم و شیوخ آتے مکہ آتے اور امام شافعیؒ کی ان سے ملاقات رہتی۔آپؒ سے روایت کرتے وہ آپؒ سے روایت کرتے۔اس طرح حدیث و فقہ کی نشرواشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔[۵]

مذہب قدیم وجدید کی کتب املاء کروانا:

ابوزہرہؒ رقمطراز ہیں کہ ۱۹۵ھ میں ہارون الرشید کی وفات کے بعد دوبارہ عراق آئے۔اس بار آپؒ کا منہج فقہ اور استدلال بالحدیث بن چکا تھا۔ اور اس آمد میں علماء عراق سے کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی اختیارکی اور ان سے کسب علم کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے ان کو وہ کتابیں املاء کروائیں جو انہوں نے اپنے مذہب عراقی یا مذہب قدیم پر لکھی تھیں۔

---

(۱) ابن خلکان،وفیات الأعیان، ٦/۱۷۱۔ (۲) خضری،تاریخ التشریع مترجم، ص:٦/۳۳٦۔ (۳) ایضاً۔
(۴) ایضاً۔ (۵) ابوزہرہ،الشافعی حیاتہ وعصرہ، ص:۷۵۔

اس آمد میں دو سال تک قیام کیا۔[۱] اور اس وقت بغداد میں بہت سے علماء ان کا طریقہ اختیار کرچکے تھے۔اس کے بعد پھرحجاز آئے ۔پھر ۱۹۸ھ میں تیسری بار عراق آئے اورچند ماہ قیام کرکے مصر آگئے۔ اس وقت مصر میں امام مالکؒ کا مذہب پھیلا ہوا تھا۔اور تلامذہ مالک میں عبداللہ بن عبدالحکیم اور اشہب باقی رہ گئے تھے۔مصر میں امام شافعیؒ کی قابلیت اور ان کی کلام قدرت کا اظہار ہوا اور انہوں نے اپنی آراء ومسائل پر دوبارہ نظرڈالی اور کثیر مسائل میں سابق آراء کی جگہ دوسری رائیں اختیار کیں اور اپنے تلامذہ کو اپنی جدید کتب املاء کروائیں۔یہی ان کا مذہب جدید ہے اور اپنی قوۃ استدلال بالحدیث اپنے منہج فکر کو عام کیا اور مصرمیں ۲۰۴ھ میں انتقال کیا۔[۲]

تلامذہ:

امام شافعیؒ سے روایت کرنے والوں میں امام احمدؒ،امام حمیدیؒ، امام مزنیؒ، ربیع بن سلیمانؒ، ابوثورؒ، زعفرانؒ، ابوبکر عبداللہ بن زبیر، امام حرملہؒ اور سلیمان بن داوٗدؒ، داوٗد بن علیؒ امام اہل الظاہر، ابو علی الکراہبیؒ، احمد بن یحییٰؒ لبغدادی ابوالعباس الطیریؒ، محمد بن جریرالطبریؒ، یوسف بن یحییٰ المصریؒ، ابراہیم اسماعیلؒ، یحیی المزنی المصریؒ، یونس بن عبدالاعلیٰ المصریؒ، ابوبکر المعروف بابن الحداد مزنی، المصری [۳]

امام شافعیؒ کے قلیل الحدیث ہونے کا مطلب:

علامہ خالد محمودؒ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے زیادہ وقت فقہ پر لگایا اور سیدالفقہاء کولائے۔حدیث پڑھتے اور پڑھانے میں آپؒ نے زیادہ وقت نہیں لگایا۔قلیل الحدیث کامعنی یہ ہے کہ جو حدیث روایت کرنے میں کم دلچسپی

لے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا علم حدیث کم تھا۔حدیث کے علم میں کم ہونا اور بات ہے اور قلیل الحدیث ہونا دوسری بات ہے۔[۳]

راقم کاخیال یہ ہے کہ اس بات میں افسوس ہے کہ امام شافعیؒ کسی ایک جگہ کو مرکز بناکر اپنا یہ علمی کام نہ کرسکے۔آپؒ کا مختلف دیاروامصارمیں گھومنا آپ کا بہت وقت لے گیا، آپؒ کا قیام زیادہ تر مصر اور مکہ مکرمہ میں رہا۔ اگر آپؒ کو امام ابوحنیفہؒ کی طرح ٹھکانا ملتا تو دنیا کے علم میں پھر انہی کا نام ہوتا۔

استدلال بالحدیث کے حوالہ سے مکتب فقہ شافعی کا منہج وخصوصیات:

ابن خلدونؒ کے مطابق امام شافعیؒ (۲۰۳ ھ) ائمہ مذاہب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں بڑی جامعیت عطا ہوئی۔ وہ اس طرح کہ سرزمین حجاز میں قیام کی وجہ سے آپؒ نے احادیث و روایات کا بڑا ذخیرہ حاصل کیا۔ مدینہ آکر امام مالکؒ سے حدیثیں سماعت کیں ۔ پھر عراق کے شہروں میں گھوم کر وہاں کی روایات اور مصرکی روایات بھی جمع کرلیں۔ اور اپنے وقت کے عظیم محدث بن گئے۔ تفقہ و اجتہاد کے میدان میں بھی آپؒ نے مکہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فقہی منہج اور فتاویٰ سیکھے۔ مدینہ آئے توحضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمرؓ کےرحجان کی تعلیم جلیل القدر امام مذہب امام مالک(م ۱۷۹ھ) سے حاصل کی۔[۵]

---

(۱) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی ، ص:۳۴۸۔ (۲) ابوزہرہ،الشافعی حیاتہ وعصرہ، ص:۷۸۔ (۳) عسقلانی،تہذیب،۹٫۲۶۔

(۴) خالدمحمود،آثار التشریع،۲٫۳۶۴۔ (۵) ابن خلدون،تاریخ ابن خلدون، ۱٫۷۴۸۔

پھر عراق آئے اور فقہ حنفی کے ممتازشخصیت اور حنفی مذہب کی کتب کے اولین مصنف امام محمد بن حسن الشیبانی سے بقول خود ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا۔ شام میں امام اوزاعیؒ کی فقہ اور مصر میں لیث بن سعدکی فقہ بھی سیکھیں۔[۱]اس علمی جامعیت کے ساتھ اللہ نے آپؒ کو زبردست قوت اخذ وفہم اور بہترین طرز استدلال کی صلاحیت سے نوازا تھا۔ چنانچہ آپؒ نے ہر مکتب فقہ کی خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور جہاں جہاں آپؒ نے کسی منہج کو درست نہیں محسوس کیا، اس سے اختلاف کیا۔[۲]

مزید لکھتے ہیں کہ مکتب فقہ شافعیؒ کے مناہج کی خصوصیات میں سے ہے کہ جن مسائل میں حدیث موجود ہے اور وہاں دوسرے فقہی مکاتب ومسالک میں قیاس سے کام لیا گیا ہے۔ وہاں آپؒ نے حدیث کی روشنی میں حکم بتایا، حدیث کی حمایت و دفاع کا رنگ آپؒ پر غالب آتا گیا۔[۳]

علامہ خضریؒ لکھتے ہیں کہ مکتب فقہ حنفی میں حدیث کی قبولیت میں شہرت کی شرط لگائی اور فقہائے مدینہ نے اہل مدینہ کے عمل کی شرط لگائی،آپؒ نے ان دونوں کی مخالفت کی۔[۴]

مکتب فقہ حنفی اور مکتب فقہ مالکی حدیث کی قبولیت میں شدت کی وجہ سے مکتب فقہ حنفیہ نے استحسان سے اور مکتب فقہ مالکیہ نے استصلاح سے خوب کام لیا تھا۔ امام شافعیؒ نے ان دونوں اصولوں کی سخت مخالفت کی اور قیاس کا دائرہ زیادہ وسیع نہ ہونے دیا۔[۵]

ابوزہرہؒ کہتے ہیں کہ مکتب فقہ شافعی کویہ امتیازوخصوصیت حاصل ہے کہ امام شافعیؒ نے خود ہی اس مذہب کے احکام وآراء کا بڑا حصہ مدون کیا۔ اسی طرح مکتب فقہ شافعیؒ کےاصول وقواعد اورمناہج کوبھی آپؒ نے خود ہی کتابی شکل میں محفوظ کیا اور اپنی بہترین قوت استدلال سے اپنے منہج و طریقہ کی قوت ثابت کی۔[۶]

مکتب فقہ شافعی کی یہ خصوصیت ہے کہ باقی مذہب امام شافعی نے مختلف اسفارکے ذریعے اپنے اس مکتب فقہ کی اشاعت فرمائی، اپنی آراء اور منہج فقہ کو عام کیا اور اپنے متبعین کا حلقہ بنایا۔ فقہ شافعیؒ کی اس جامعیت،استدلال بالحدیث میں اعتدال کی وجہ سے اس وقت کے بڑے بڑے اہل علم اور مجتہدین آپؒ کے حلقہ درس اور متعبین میں شامل ہوئے۔ بڑے بڑے ائمہ محدثین اور کتب حدیث کے مصنفین کارحجان اسی مکتب فقہ شافعی کی جانب ہے اور تاریخ اسلام کی اہم شخصیات مکتب فقہ شافعی کی ماننے والی رہی ہیں۔[۷]

مکتب فقہ شافعی کے اصول استدلال بالحدیث:

مصنف تاریخ التشریع کہتے ہیں کہ استدلال بالحدیث کے حوالہ سے مکتب فقہ شافعیؒ کی اساس و بنیاد درج ذیل اصول کی صورت میں سامنے آتی ہے:

(۱) مکتب فقہ شافعی میں استدلال واستنباط میں ظواہر قرآن سے استدلال ہوتا ہے۔

---

(۱) ایضاً۔ (۲) ابوزہرہ،الشافعی حیاتہ وعصرہ، ص:۶۵۔ (۳) ایضاً۔ (۴) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی ، ص:۳۴۹۔ (۵) ایضاً۔

(۶) ابوزہرہ،الشافعی حیاتہ وعصرہ، ص:۶۸۔(۷) ایضاً۔

(۲) اور اگر کسی دلیل سے یہ ثابت ہوجائے کہ ظاہر قرآن مراد نہیں ہے تو اس کے بعد حدیث کو لیاجاتا ہے۔

(۳) خبرواحد کا راوی ثقہ ہونے کی صورت میں سخت حمایت کرتے ہیں۔

(۴) حدیث کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بسند متصل پہنچ جائے تو امام مالکؒ کی طرح اس کے بعد امام شافعیؒ کسی عمل کی جو حدیث کی تائید کرتا ہو اور اہل عراق کی طرح شہرت حدیث کی شرط نہیں لگاتے۔[۱]

حدیث اور استدلال بالحدیث کی اسی تائید کی بنا پر ان کو محدثین میں نہایت حسن قبول حاصل ہوا یہاں تک کہ اہل بغداد ان کو ناصر السنت کہتے تھے۔

(۵) مکتب فقہ شافعی میں احادیث صحیحہ کو اسی نگاہ سے دیکھاجاتا ہے، جس نگاہ سے قرآن مجید کو دیکھتے ہیں یعنی دونوں کو واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔

(٦) حدیث کے بعد اجماع پر عمل کیا جاتا ہے۔امام شافعیؒ کے ہاں اجماع کے معنی یہ ہیں کہ اس کے خلاف کا علم نہ ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک اجماع کاعلم ناممکن ہے۔

(۷) جب کوئی دلیل منصوص موجود نہیں ہوتی تو وہ قیاس پر اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی اصل معین موجود ہو۔[۲]

(۸) خالدمحمودؒ لکھتے ہیں کہ مکتب فقہ شافعی میں بھی دوسرے مکاتب فقہیہ کی طرح حدیث صحیح کے مقابلے میں قیاس و رائے کی کوئی گنجائش نہیں ،بلکہ مکتب فقہ شافعی کی بنیادہی اسی پر ہے کہ صحیح احادیث کو لیا جائے اور ضعیف کوترک کردیا جائے۔ عبادات و معاملات کے مسائل میں بھی امام شافعیؒ بہت احتیاط کا پہلو اختیار فرماتے تھے۔[۳]

(۹) مکتب فقہ حنفی میں جس چیز کو استحسان اور مالکی جس چیز کو استصلاح کہتے ہیں انہوں نے شدت کے ساتھ تردید کی۔ البتہ وہ استدلال پر عمل کرتے ہیں جو اس کے قریب قریب ہے۔[۴]

امام شافعیؒ کی ذات چونکہ حجازیوں اور عراقیوں کی فقہ اور بدوؤں کی وضاحت کا مجموعہ تھی۔ اسی لئے وہ مناظرانہ اور خوبی تحریرمیں یکتا تھے، ان کی تحریر اس زمانے کے بلیغ ترین انشاپردازوں مثلاً جاحظؒ وغیرہ سے کم درجہ نہیں رکھتی تھی۔ [۵]

مکتب فقہ شافعی کی ابتدائی کتب:

ابوزہرہؒ فقہ شافعی کی کتب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مشہور تین کتب ہیں:

(۱) مکتب فقہ شافعی کی ابتدائی تصنیفات امام شافعیؒ نے خود مرتب فرمائیں۔ فقہی احکام وآراء پرآپؒ کی عمدہ تصنیف''الأم''ہے جسے پہلے آپؒ نے بغداد میں لکھا، جو فقہ شافعی قدیم پر مشتمل ہے۔ پھر مصر آنے کے بعد اس میں ترمیم وتبدیلی کی اور مکمل کیا۔اس میں مذہب شافعی جدید کی تفاصیل آگئیں۔[٦]

---

(۱) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی مترجم، ص:۳۴۹۔ (۲) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۱۰،۲۵۴۔ (۳) خالد محمود،آثار التشریع،۱،۳۵۵۔

(۴) ابن کثیر،البدایۃ،۱۰،۲۵۵۔ (۵) خضری،تاریخ التشریع مترجم، ص:۳۵۰۔ (٦) ابوزہرہ،الشافعی حیاتہ وعصرہ، ص:۷۵۰۔

(۲) آپؒ کی دوسری مشہور کتاب''الرسالہ'' ہے۔ یہ اصول وطریق استدلال کے موضوع پر ہے اور اس وقت موجود اصول فقہ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔اسی کتاب میں کتب فقہ شافعی کا منہج اور اصول مدون شکل میں موجود ہیں۔[۱]امام شافعیؒ کی جانب بعض اور بھی کتب منسوب ہیں لیکن زیادہ شہرت انہی دو کتب کو ہوئی ہے۔

(۳) مکتب فقہ شافعی کی اہم اور بنیادی کتب میں امام شافعیؒ کے شاگرد امام بویوطیؒ کی ''مختصر'' اور امام مزنی کی کتاب بھی ہیں۔

تلامذہ امام شافعی:

علامہ خضریؒ لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے تلامذہ میں ربیع بن سلیمان مرادی ہیں جو آپؒ کی کتب کے راوی اور ناشر ہیں۔[۲] دوسرے اسمعیل بن یحییٰ مزنی ہیں جن کی تصنیفات فقہ شافعی کی بنیاد کا درجہ رکھتی ہیں۔[۳]

تیسرے تلمیذ یوسف بن یحییٰ بویطی ہیں آپؒ کے یہ تینوں تلامذہ مصر میں آپؒ سے مستفید ہوئے۔ عراق میں آپ کے تلامذہ میں ابراہیم بن خالد کلبیؒ،امام احمد بن حنبلؒ،حسن بن محمد بن الصباح ،زعفرانی،اور احمدبن یحییٰ بن عبدالعزیزیا بغدادی اور دیگر حضرات شامل ہیں۔[۳]۔

مکتب مالکی و شافعی کے نقطہائے نظر میں فرق

تعامل مدینہ مکتب مالکی میں حجت ہے۔ فقہ مالکی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات و آراء پر قائم ہوئی ۔مکتبہ فقہ حنفی میں استدلال بالحدیث اور حدیث کی قبولیت میں شہرت کی شرط لگائی گئی اور مکتب فقہ مالکی میں اہل مدینہ کے عمل کی شرط لگائی گئی جبکہ مکتب فقہ شافعی میں ان دونوں کی مخالفت کی گئی۔

(1) مکتب فقہ مالکی میں قرآن و حدیث کے بعد تیسرے نمبر پر تعامل اہل مدینہ کو رکھا گیا ہے جبکہ مکتب فقہ شافعی میں تیسرے درجے میں اجماع ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ امام شافعی کے ہاں اجماع کے معنیٰ یہ ہے اس کے خلاف کا علم نہ ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک اجماع کا علم ناممکن ہے۔

(2) مکتب فقہ مالکی میں اہل مدینہ کا متفقہ عمل، ایک معنیٰ میں اجماع متصور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عام حالات میں اگر ایک شخص کی روایت عمل اہل مدینہ کے خلاف ملتی تو اس روایت کو قابل اعتماد

تصور نہیں کیا جاتا جبکہ مکتب فقہ شافعی میں ایسا تصور موجود نہیں ہے۔ اور اس اصل اور اس کی تطبیق دونوں پر مکتب شافعی میں نہایت تفصیل سے تنقید کی گئی ہے۔

(3) مصالح مرسلہ کا مکتب فقہ مالکی میں اس قدر اہتمام ہے کہ اس کی بنیادپر احکام کا استنباط ہوتا ہے ۔جبکہ مکتب فقہ شافعی میں اس کا اس قدر اہتمام نہیں ہے۔ مکتب فقہ حنفی میں جس چیز کو استحسان اور فقہ مالکی میں جس چیز کو استصلاح کہتے ہیں۔ فقہ شافعی میں ان دونوں اصولوں کی سخت مخالفت کی گئی اور قیاس کا دائرہ زیادہ وسیع نہ ہونے دیا گیا ، البتہ مکتب شافعی میں استدلال پر عمل کیا جاتا ہے جو انکے قریب قریب ہے۔

---

(۱) ایضاً۔ (۲) خضری،تاریخ التشریع الأسلامی ،ص:۳۵۷۔ (۳) ایضاً۔ (۴) ایضاً۔

(4) مکتب فقہ مالکی میں"سدّ ذرائع"کا خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ چنانچہ صورت واقعہ کی بجائے ان سے پیدا ہونے والے نتائج پر نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جاتا ہے ۔ جو امور کسی حرام یا بگاڑ کاذریعہ بنتے ہیں ان امور کو بھی مکتب مالکی میں منع کردیا جاتا ہے۔ جبکہ مکتب شافعی میں اس قدر اہتمام و تاکید نہیں پائی گئی۔

(5) امام مالک استدلال بالحدیث کے حوالہ سے بہت سی ایسی روایات و حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ان کا اپنا مسلک مختار نہیں ہو تا ، ان کا فقہی مذہب و مسلک محض حدیث پر نہیں، عمل اہل مدینہ اور ان کی سنت پر قائم و مبنی ہوتا ہے۔جبکہ مکتب فقہ شافعی میں استدلال بالحدیث کے حوالہ سے مختار مسلک خالصتاً ظاہر حدیث پر مبنی ہوتا ہے۔

(6) عام طور پر مکتب فقہ مالکی، مکتب فقہ حنفی سے متفق ہوجاتی ہے بنسبت مکتب فقہ شافعی۔

(7) مکتب فقہ شافعی کئی مکاتب فقہیہ کی جامع ہے۔ امام شافعی نے فقہ عراقی امام محمد سے، فقہ مالکی امام مالک سے، فقہ امام اوزاعی ان کے شاگرد عمر بن ابی سلمہ سے، اور فقہ لیث بن سعد، ان کے شاگرد یحیٰ بن حسان سے حاصل کی۔ چنانچہ انہوں نےہر مکتب فقہ کی خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیت لیا اور جہاں آپ نے کسی منہج کو درست محسوس نہیں کیا تو دلائل کی بنیاد پر اس سے اختلاف کیا جبکہ اس طرز کی جامعیت مکتب فقہ مالکی میں نظر نہیں آتی۔

خلاصہ بحث:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مذکورہ آرٹیکل میں پہلے مکتب فقہ مالکی کے استنباط کے ذرائع پر بحث کی گئی ،اسی طرح مکتب مالکی کے منہج و استدلال اور امتیاز و خصوصیات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔مکتب فقہ حنفی اور مکتب فقہ مالکی میں مطابقت وموافقت کی صورتیں بیان کی گئی ہیں اسی طرح اس کے بعد مکتب فقہ شافعی کا تعارف و مذہب قدیم و جدید کی کتب املاء کروانا، اس کو بیان کیا گیا ہے۔استدلال بالحدیث کے حوالہ سے مکتب فقہ شافعی کا منہج اور خصوصیات کو زیر بحث لایاگیا ہے اور اسی تناظر میں مکتب فقہ شافعی کی ابتدائی کتب پر بحث کی گئی ہے۔